Anwar al-Sirah: International Research Journal for the Study of the Prophet Muhammad (PBUH)'s Biography
ISSN: 3006-7766 (online)and 3006-7758 (print)
Open Access: https://journals.iub.edu.pk/index.php/anwaralsirah/index
Published by: Seerat Chair, The Islamia University of Bahawalpur, Pakistan

اجتہاد الرسول ﷺ از نادیہ شریف العمری کا تعارفی مطالعہ

An Introductory Study of Ijtihad Al-Rasool ﷺ by Nadia Sharif Al-Omari

Dr. Muhammad Zubair Sheikh*
Lecturer Islamiat, Government Associate College, Jahanian
Email: irszubairsheikh@gmail.com

Prof. (Ret.) Dr. Muhammad Idrees Lodhi
Former Chairman of Department of Islamic Studies and former Director Seerat Chair,
Bahauddin Zakariya University Multan
Email: idreeslodhi@bzu.edu.pk

Abstract

The biography of the Prophet ﷺ is a subject that has been extensively written about since the first century of Hijra, continues to be written about today, and will undoubtedly remain a topic of scholarly and devotional interest in the future. This subject holds religious, academic, historical, and contemporary significance, prompting Muslim scholars of every era to contribute to its exploration. Alongside men, women have also engaged in writing on this subject to express their devotion and love for the Prophet ﷺ. From ancient to modern times, women have played their part in this field, and while their contributions are fewer in comparison to men, their numbers are steadily increasing in modern times. Women have also explored various aspects of the Prophet's ﷺ biography in the Arabic language. One notable work in this context is *"Ijtihad Al-Rasool"* authored by Nadia Sharif Al-Omari. This book uniquely combines the principles of Islamic jurisprudence (*Usul al-Fiqh*) with the life of the Prophet ﷺ, analyzing whether the Prophet ﷺ engaged in ijtihad (independent reasoning). The author meticulously presents evidence supporting her conclusion that the Prophet ﷺ did indeed engage in ijtihad. This article provides a research-based and analytical study of her book. It begins by discussing the biographical details of the author, followed by an introduction to the book. Subsequently, the writing style of the author and the nuanced insights within her work are critically examined. Finally, the findings and recommendations of the study are presented.

Keywords: Sirat Al- Nabi, Sirah Writing, Women Sirah Writer, Nadia Sharif Al-Omari, Ijtihad

تمہید:

یہ کتاب سعودی عالمہ ڈاکٹر نادیہ شریف العمری کی تصنیف ہے اور مؤسسہ الرسالہ، بیروت، لبنان سے پہلی مرتبہ یہ کتاب 1981ء میں شائع ہوئی۔ کتاب کا دوسرا ایڈیشن 1422ھ بمطابق 2001ء منصۂ شہود پر آیا۔ یہ کتاب 384 صفحات پر مشتمل ہے۔ تلاش بسار کے باوجود مؤلفہ کے حالاتِ زندگی نہیں مل سکے۔ مؤلفہ کی دستیاب تمام مطبوعہ کتب کو بھی دیکھا گیا ہے، لیکن ان کی ذاتی زندگی کے حوالہ سے کچھ نہیں مل سکا۔ (تاہم تلاش جاری رکھی جائے گی۔)

* Email of corresponding author: irszubairsheikh@gmail.com

کتاب کا تعارف:

محمد رسول اللہ ﷺ بحیثیت رسول ساری انسانیت کے لیے قدوہ اور اسوہ ہیں۔ تمام مفسرین، محدثین، علماء، فقہاء، حکام، سپہ سالار، تجّار اور عوام آپ ﷺ کی زندگی سے رہنمائی حاصل کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو جس دین کے ساتھ مبعوث کیا ہے، وہ کامل اور شامل ہے۔ اس کی کاملیت اور شمول کا یہ مطلب نہیں ہے کہ اس میں قیامت تک پیش آنے والے تمام واقعات کا بعینہٖ حل دیا گیا ہے، بلکہ مطلب یہ ہے کہ اس میں ایسے اصول دے دیے گئے ہیں کہ جن کے ذریعہ قیامت تک پیش آمدہ مسائل کا حل تلاش کیا جاسکتا ہے۔ اس تلاش کا نام ہی اجتہاد ہے۔ جو علماء اور فقہاء یہ کام کرسکتے ہیں اور کرتے ہیں، انہیں مجتہدین کہا جاتا ہے۔ سوال یہ ہے کہ کیا مجتہدین کے لیے بھی رسول اللہ ﷺ کی سیرت میں اسوہ اور نمونہ موجود ہے یا نہیں؟ اس پر امت میں مختلف آراء موجود ہیں۔ ایک جماعت کا یہ خیال ہے کہ آپ ﷺ چونکہ اللہ کے نبی ہیں اور آپ ﷺ پر وحی آتی تھی، اس لیے آپ ﷺ اجتہاد نہیں کرتے تھے اور نہ ہی اجتہاد آپ ﷺ کے لائق تھا۔ جبکہ دوسری جماعت کا یہ ماننا ہے کہ واقعاتِ سیرت سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ ﷺ اجتہاد فرمایا کرتے تھے، جس کی بسا اوقات وحی تائید کرتی تھی اور کبھی اس اجتہاد کی تصحیح کردی جاتی تھی۔ جیسا کہ غزوہ بدر میں قیدیوں سے فدیہ لینے پر "لَوْلَا كِتٰبٌ مِّنَ اللّٰهِ سَبَقَ لَمَسَّكُمْ فِيْمَآ اَخَذْتُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ۔"[1] کا نزول اور غزوہ تبوک میں منافقین کو پیچھے رہنے کی اجازت دینے پر "عَفَا اللّٰهُ عَنْكَ ۔ لِمَ اَذِنْتَ لَهُمْ حَتّٰي يَتَبَيَّنَ لَكَ الَّذِيْنَ صَدَقُوْا وَتَعْلَمَ الْكٰذِبِيْنَ۔"[2] کا نزول۔ فاضلہ مؤلفہ کے مطابق یہ دوسری رائے ہی راجح ہے کیونکہ آپ ﷺ مجتہدین کے لیے بھی اسوہ اور قدوہ ہیں۔ اس کتاب میں آپ ﷺ کے اجتہادات، طرزِ اجتہاد اور اس کے اثرات ونتائج پر بحث کی گئی ہے۔

مقصدِ تالیف:

فاضلہ مؤلفہ نے دو وجوہات کی بنا پر یہ کتاب تالیف کی ہے۔ ایک تو معاصر مسائل کے تناظر میں موضوع کی اہمیت کے پیشِ نظر کتاب تحریر کی ہے کیونکہ یہ ایک محدود اور مفید موضوع ہے جس پر بحث کی ضرورت تھی تاکہ مجتہدین کے سامنے رسول اللہ ﷺ کا اسوہ مبارکہ آجائے کہ انہوں نے کیسے اجتہاد کرنا ہے۔ پھر یہ موضوع ایسا ہے کہ جس سے رسول اللہ ﷺ کی نبوت کی صداقت ظاہر ہوتی ہے کیونکہ قرآن میں بہت سے مقامات پر حضور ﷺ کو محبت آمیز تنبیہ کی گئی ہے جو دراصل آپ ﷺ کے اجتہادات میں تبدیلی کی ضرورت کو بتاتی ہے۔ اس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ آپ ﷺ واقعتاً جو کلام قرآن کے نام سے پیش کررہے ہیں، وہ اللہ تعالیٰ کی وحی ہے اور آپ ﷺ اللہ کے سچے نبی ہیں، کیونکہ اگر ایسا نہ ہوتا، تو آپ اس کلام کو چھپا لیتے۔ لیکن آپ ﷺ نے امانت داری اور صداقت کا مظاہرہ کرتے ہوئے ان آیات کو بھی پیش کیا ہے جو آپ ﷺ کے سچا نبی ہونے کے زبردست دلائل ہیں۔

اس موضوع پر کتاب لکھنے کی دوسری وجہ دین کا بنیادی تقاضا ہے کیونکہ مؤلفہ کو کتاب اللہ کے بعد سنتِ رسول ﷺ کی پیروی سب چیزوں سے زیادہ محبوب ہے، اس لیے وہ یہ چاہتی تھیں کہ سنت کا کوئی ایسا پہلو سامنے آئے کہ جس پر پہلے کام نہ ہوا ہو تاکہ ان کے بعد جتنے لوگ بھی اس سے استفادہ کریں، وہ مؤلفہ کے لیے صدقہ جاریہ بن جائے۔ اسی طرح مؤلفہ کا میدانِ تخصص فقہ اور اصول فقہ ہے اور زیرِ تجزیہ کتاب کا موضوع بھی اصول فقہ سے متعلق ہے، اس لیے ڈاکٹر صاحبہ نے اس کا انتخاب کیا۔

اندازِ تالیف:

یہ کتاب جدید تحقیقی اسلوب کے مطابق تحریر کی گئی ہے جس میں مواد کو فصول ومباحث میں تقسیم کرکے بیان کیا گیا ہے تاکہ قارئین کے لیے مسئلہ زیرِ بحث کو سمجھنے میں آسانی ہو اور وہ کسی نتیجہ پر پہنچ سکیں۔ اس مقصد کے حصول کے لیے مؤلفہ نے پہلے مسئلہ زیرِ بحث کی تعریف تحریر کی ہے۔ اگر ایک سے زیادہ تعریفات تھیں تو ان میں سے زیادہ نمایاں تعریفات لکھ کر ان کے تقابلی جائزہ کے بعد جامع اور مانع تعریف اخذ کی ہے۔ پھر تعریف کی وضاحت کرنے کے بعد بوقتِ ضرورت اس کی مثالیں بھی دی ہیں۔

زیر بحث مسئلہ کے متعلق جمہور اصولیوں کی آراء اور ان کا اختلاف بیان کیا گیا ہے۔ عموماً جس کا بھی قول ذکر کیا گیا ہے، اس کی اپنی کتاب کے حوالہ سے بیان کیا گیا ہے۔

اگر کہیں پر مؤلفہ نے کسی تعلیق و تبصرہ کی ضرورت محسوس کی ہے تو اسے بھی درج کیا ہے۔

کتاب میں درج شدہ آیات واحادیث کے حتی الامکان حوالے دیے گئے ہیں۔

ترتیبِ کتاب:

یہ کتاب ایک مقدمہ، تمہید، چھ فصول جن میں ضمنی مباحث موجود ہیں اور ایک خاتمہ پر مشتمل ہے۔ اس کے بعد فہرست مصادر و مراجع ہے اور آخر میں فہرست مضامین ہے۔ مقدمہ میں ڈاکٹر نادیہ شریف العمری نے موضوع کی اہمیت اور ضرورت پر روشنی ڈالی ہے اور کتاب کا مقصدِ تالیف بتایا ہے۔ اس کے بعد اندازِ تالیف کو بیان کیا ہے۔ پھر اپنے اہم مصادر و مراجع بتائے ہیں اور مقدمہ کے آخر میں کتاب کی ابواب بندی کو قلمبند کیا ہے۔

مضامینِ کتاب:

کتاب کا آغاز تمہید سے ہوتا ہے جس میں ڈاکٹر نادیہ العمری نے مبادیاتِ اجتہاد یعنی اجتہاد کی لغوی واصطلاحی تعریف اور اس کی شرائط کو بیان کیا ہے۔

فصل اول:

پہلی فصل میں "رسول اللہ ﷺ کے اجتہاد بارے علماءِ اصول کے موقف" بیان کیے گئے ہیں۔ اور ہر موقف کی تنقیح کی گئی ہے۔ اور موافق و مخالف دلائل کا مناقشہ کر کے جوازِ اجتہادِ رسول ﷺ کے موقف کو راجح قرار دیا ہے اور اس کے لیے نقلی اور عقلی دلائل دیے گئے ہیں اور ان دلائل پر مانعین کے اعتراضات کے مدلل جوابات لکھے گئے ہیں۔ اس کے بعد مانعین کے کتاب وسنت سے دلائل ذکر کر کے ان کا کمزور ہونا ثابت کیا ہے۔ اس بحث کے آخر میں فاضلہ مؤلفہ نے آپ ﷺ چند اجتہادات نقل کیے ہیں۔ مثلاً:

1. میدانِ بدر میں رسول اللہ ﷺ کے لیے چھپر بنانے کی تجویز سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ نے پیش کی تھی، جسے آپ ﷺ نے قبول فرمالیا۔
2. غزوہ احد مدینہ میں رہ کر لڑا جائے یا باہر نکل کر، اس سے حوالہ سے آپ ﷺ نے صحابہ رضی اللہ عنہم سے مشورہ کیا تھا۔
3. صلح حدیبیہ کے بعد آپ ﷺ نے جب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے کہا کہ اپنے جانور ذبح کر لو اور سر منڈوا دو، تو کسی نے عمل نہ کیا۔ اس پر آپ ﷺ نے سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے مشورہ پر خود یہ کام کر لیے۔
4. آپ ﷺ نے مسائل کی تفہیم کے لیے قیاس کا استعمال کیا جیسا کہ جب ایک شخص نے اپنی بیوی پر اس وجہ سے تہمت لگانا چاہی کہ اس نے سیاہ بچہ پیدا کیا ہے، تو آپ ﷺ نے اونٹوں کی مثال دے کر اسے سمجھایا کہ جس طرح سرخ اونٹوں میں کوئی اونٹ کسی رگ کی وجہ سے بھورے رنگ کا بھی پیدا ہو جاتا ہے، اسی طرح ہو سکتا ہے کہ تمہارے ہاں سیاہ رنگ کا بچہ پیدا ہو گیا ہو۔

اس کے بعد آپ ﷺ کے اجتہاد کی چار انواع ذکر کی گئی ہیں:

1. خالص دنیاوی معاملات میں آپ ﷺ کا اجتہاد
2. جنگی معاملات میں اجتہاد نبوی
3. آپ ﷺ کے فیصلے
4. عبادات کے باب میں آپ ﷺ کا اجتہاد

ان میں سے ہر ایک کی تفصیل کئی ایک مثالوں سے واضح کی ہے۔ یہاں چاروں انواع کی ایک ایک مثال پیش کی جاتی ہے۔ مثلاً: دنیاوی معاملات میں تابیر نخل کا واقعہ پیش کیا ہے۔ امورِ جنگ میں غزوہ بدر میں جنگ کے انتخاب کے بارے میں حباب بن منذر کی رائے قبول کرنے والا واقعہ نقل کیا ہے۔ فیصلوں میں

اجتہاد کے لیے بطور مثال آپ ﷺ کا قسم لے کر فیصلہ کرنے کا اصول بیان کیا ہے۔ جبکہ عبادات کے باب میں اجتہاد کے لیے اس حدیث کو پیش کیا ہے جس میں ہے کہ مدینہ آنے کے بعد مسلمانوں کو نمازوں کے لیے جمع کرنے کا طریقہ سوچا۔ مختلف تجاویز پیش کی گئیں کہ بگل بجا کر، آگ جلا کر یا ناقوس کے ذریعہ عبادت کے لیے اکٹھا کیا جائے۔ پھر عبد اللہ بن زید بن عبد ربہ رضی اللہ عنہ اور سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے خواب کی وجہ سے اذان کا طریقہ مقرر کیا گیا۔

اس کے بعد فاضلہ مؤلفہ نے دو مسائل ذکر کیے ہیں۔ ایک یہ کہ آپ ﷺ کے اجتہاد کا حکم کیا ہے؟ یعنی کیا آپ ﷺ پر اجتہاد کرنا واجب تھا یا صرف جائز تھا؟ مجوزین اجتہادِ رسول ﷺ کے ہاں دونوں اقوال موجود ہیں۔ ڈاکٹر نادیہ نے اس میں تفصیل کو پسند کیا ہے کہ آپ ﷺ پر اجتہاد ان معاملات میں واجب تھا جن کا تعلق بندوں کے ساتھ ہے، جبکہ ان معاملات میں جائز تھا جن کا تعلق رب تعالیٰ کے ساتھ ہے۔

جبکہ دوسرا مسئلہ یہ بیان کیا ہے کہ کیا آپ ﷺ کا اجتہاد معصوم عن الخطا تھا یا اس میں خطا ہو سکتی تھی؟ اس حوالہ سے ڈاکٹر صاحبہ نے مجوزین اور مانعین کے تفصیلی دلائل اور ان کا محاکمہ کیا ہے اور خلاصہ کلام یہ لکھا ہے کہ دنیاوی معاملات آپ ﷺ از خود اپنی رائے تبدیل فرماتے تھے جیسا کہ تابیر نخل کے واقعہ سے واضح ہے۔ جبکہ احکامِ شریعت کے معاملہ میں آپ ﷺ کا اجتہاد معصوم عن الخطا تھا۔ اس حوالہ سے مخالفین کے دلائل اس پر محمول ہو سکتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو اس خاص مسئلہ میں اختیار دیا تھا تو آپ ﷺ نے عزیمت کی بجائے رخصت کو یا اولیٰ کو چھوڑ کر غیر اولیٰ کو اپنا لیا۔ یہاں ڈاکٹر صاحبہ نے وضاحت کی ہے کہ آپ ﷺ کا اجتہاد دوسروں کے اجتہاد کے برابر نہیں تھا اور نہ ہی ہم اس معاملہ میں مساوات کے قائل ہیں کیونکہ آپ ﷺ کے تمام اجتہادات وحی کے تابع تھے۔ اس لیے آپ ﷺ کے جو بھی اجتہادات تھے، جب وحی نے ان کی تصحیح یا تائید کر دی تو وہ وحی بن گئے۔ اب ان کی پیروی دیگر احکام کی طرح ضروری ہے۔ اسی لیے مصادرِ شریعت میں وحی کو تو شمار کیا جاتا ہے، لیکن آپ ﷺ کے اجتہاد کو نہیں، کیونکہ جب اس کی تصحیح یا تائید ہو گئی تو وہ بھی وحی بن گیا۔

اس فصل کے آخر میں ڈاکٹر صاحبہ نے یہ مسئلہ ذکر کیا ہے کہ کیا آپ ﷺ کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے حکم تفویض کیا گیا تھا؟ اس بحث سے مراد یہ ہے کہ کیا آپ ﷺ بااختیار تھے کہ جس چیز کے بارے میں نص موجود نہیں ہے، اس کے بارے میں اپنی طرف سے فیصلہ کر دیں؟ اس پر موافقین اور مانعین کے دلائل ذکر کرنے اور ان کا مناقشہ کرنے کے بعد مؤلفہ نے یہ نتیجہ نکالا ہے کہ عقلی اعتبار سے یہ جائز ہے اور بعض معاملات میں آپ ﷺ نے ایسا کیا بھی ہے۔ لیکن یہ صرف آپ ﷺ کے ساتھ خاص تھا، جبکہ اجتہاد عام ہے۔

فصل دوم:

دوسری فصل میں "عہدِ رسالت میں اجتہاد اور اس کا آپ ﷺ کے اجتہاد سے تعلق" کے موضوع پر بحث کی گئی ہے۔ فصل کی ابتداء میں اس بات پر بحث ہے کہ زمانہ رسالت میں صحابہ اجتہاد کرتے تھے یا نہیں؟ اس حوالہ سے مانعین بہت کم ہیں، جبکہ جمہور علماء مجوزین ہیں۔ پھر مجوزین کا دو باتوں میں اختلاف ہے۔ ایک تو یہ کہ صحابہ کے اجتہاد کا دائرہ کیا تھا اور دوسرا یہ کہ کیا صحابہ نے بالفعل عہدِ رسالت میں اجتہاد کیا بھی تھا یا نہیں۔

ڈاکٹر صاحبہ کا رجحان اس طرف ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم عہدِ رسالت میں اجتہاد کرتے تھے اور انہیں اجتہاد کی مطلقاً اجازت تھی۔ جیسا کہ سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ نے بنو قریظہ کے حوالہ سے فیصلہ کیا تھا۔

فصل سوم:

تیسری فصل میں "آپ ﷺ کا منہجِ اجتہاد" ذکر کیا گیا ہے۔ اس فصل میں فاضلہ مؤلفہ نے آپ ﷺ کے اجتہادات اور اور منہجِ اجتہاد کا علماءِ اصول اور فقہاء کے منہجِ اجتہاد سے موازنہ کیا ہے تاکہ واضح ہو سکے کہ علماء و فقہاء کے منہج میں سے کیا چیز آپ ﷺ کی عصمت و عظمت کے لیے مناسب ہے اور کیا چیز اس کے برخلاف ہے۔ اس اجمال کی تفصیل یہ ہے کہ بوقتِ اجتہاد مجتہد پر چار چیزیں لازمی ہیں:

1. ظنی نص کی مراد کی اس طرح تعیین کرے کہ پیش آمدہ واقعہ کے حکم کا اس کے تحت آنا ممکن ہو جائے۔

2. نص کی تعلیل کرے تاکہ پیش آمدہ واقعہ کا حکم اس پر قیاس کیا جاسکے۔ اسی طرح جن مسائل میں نص نہیں ہے، انہیں منصوص مسائل پر قیاس کیا جاسکے۔
3. کسی فروعی مسئلہ کو عمومی اصولوں، مصالح، روحِ شریعت اور کلی مقاصد کے تحت شامل کرلے تاکہ پیش آمدہ واقعہ ان اصولوں، مصالح، روحِ شریعت یا کلی مقاصد کی ایک جزئی بن جائے۔
4. دو متعارض دلائل میں جمع و تطبیق یا ترجیح کا اسلوب اپنائے۔

جب ان اصولوں پر نبوی اجتہاد کو دیکھا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ پہلی چیز آپ ﷺ کے اجتہاد میں نہیں پائی جاتی کیونکہ آپ ﷺ کے سامنے تمام نصوص واضح تھیں کہ وہ ظنی ہیں یا قطعی۔ اسی طرح چوتھی چیز بھی اجتہادِ نبوی کے بارے میں درست نہیں ہوسکتی کیونکہ آپ ﷺ کے سامنے کوئی بھی متعارض دلائل موجود نہیں تھے۔ البتہ دوسرا اور تیسرا اصول آپ ﷺ کے اجتہاد پر منطبق ہوتا ہے۔ اس کے بعد ڈاکٹر صاحبہ نے ان دونوں اصولوں کے دلائل بمع امثلہ پیش کیے ہیں اور ان پر وارد ہونے والے دلائل کا محاکمہ کیا ہے۔ دوسرے اصول یعنی قیاس کی مثال اوپر گزر چکی ہے جس میں آپ ﷺ نے اونٹ کی مثال دے کر ایک شخص کو اپنی بیوی پر تہمت لگانے سے روکا تھا کہ اگر سرخ اونٹوں میں رگ کی وجہ سے خاکی اونٹ پیدا ہوسکتا ہے تو گورے انسانوں کے ہاں بھی رگ کی وجہ سے سیاہ رنگ کا بچہ پیدا ہوسکتا ہے۔ تیسرے اصول کی مثال یہ ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: جب شکاری کتا شکار میں سے کچھ کھالے تو پھر تم اسے نہ کھاؤ کیونکہ مجھے ڈر ہے کہ اس نے اپنے لیے شکار کیا ہوگا۔ اور دوسری روایت میں ہے کہ جب تک شکاری کتے کو بسم اللہ پڑھ کر بھیجو تو پھر اس کا شکار کیا ہوا جانور کھالو، اگرچہ اس نے اس میں سے کھایا بھی ہو۔ یہاں آپ ﷺ نے اصل کے اعتبار سے کھانا جائز قرار دیا اور احتیاط کے پیشِ نظر منع کردیا۔ کیونکہ حلال کھانے سے رکنا بلاضرورت حرام کھانے سے بہتر ہے۔

فصل چہارم اور پنجم:

چوتھی اور پانچویں فصل میں "عہدِ رسالت کے بعد منہجِ اجتہاد" کے موضوع پر خامہ فرسائی کی گئی ہے۔ ان فصول میں عہدِ رسالت کے بعد عہدِ صحابہ یا ان کے مابعد کے ان ادوار کے منہجِ اجتہاد پر روشنی ڈالی گئی ہے جو عہدِ صحابہ کے قریب تر تھے اور ان میں صحابہ کے منہج کی پیروی کی جاتی رہی۔ اس فصل میں ڈاکٹر نادیہ العمری نے سیدنا عمر رضی اللہ عنہ اور ائمہ اربعہ کے منہجِ اجتہاد کا خصوصی تذکرہ کیا ہے۔

فصل ششم:

چھٹی فصل میں نبی اور غیر نبی کے اجتہاد کا تقابلی جائزہ لیا گیا ہے تاکہ آپ ﷺ اور دوسروں کے اجتہاد کا فرق واضح ہوسکے۔ فاضلہ مؤلفہ نے اس حوالہ سے درج ذیل فرق بیان کیے ہیں:

1. اجتہادِ نبوی کی اساس وحی تھا، اس لیے یہ سنت میں داخل ہے۔ علاوہ ازیں عہدِ رسالت میں صحابہ کے وہ اجتہاد جن کی تصویب آپ ﷺ نے فرمادی، وہ بھی اسی ذیل میں شامل ہوں گے۔ جبکہ دیگر مجتہدین کے اجتہاد اس کے برخلاف ہیں۔
2. عہدِ رسالت، عہد صحابہ اور زیادہ تر تابعین کے اجتہادات انہی مسائل پر تھے جو پیش آچکے تھے۔ بعد کے مجتہدین نے تقدیری مسائل پر بھی اجتہادات پیش کیے۔
3. اجتہاداتِ نبوی نہ تو کتاب وسنت کے واضح احکام میں سے ہیں نہ مخفی احکام سے۔ کیونکہ آپ ﷺ پر تو کتاب وسنت میں سے کچھ بھی مخفی نہ تھا۔ جبکہ دیگر مجتہدین کے اجتہادات اس کے برخلاف ہیں کہ کبھی وہ کتاب وسنت کے واضح احکام پر مبنی ہوتے ہیں اور کبھی مخفی احکام پر۔
4. آپ ﷺ کے اجتہادات میں تعارض نہیں ہوتا، جبکہ دیگر مجتہدین کے اجتہادات میں تعارض ہوسکتا ہے۔

خاتمہ:

آخر میں خاتمہ ہے جس میں اجتہادِ رسول ﷺ کی حکمت بیان کی گئی ہے کہ اس سے امتِ محمدیہ کو اجتہاد کی تعلیم دینا مقصود تھا کیونکہ آپ ﷺ تمام لوگوں کے لیے اسوہ اور قدوہ ہیں۔ جیسا کہ عبادات کے معاملہ میں آپ ﷺ نے فرمایا کہ مجھ سے سیکھ لو۔ اس کی دوسری حکمت امت کو یہ سمجھانا تھا کہ آپ ﷺ انسان ہیں اور اللہ کے بندے اور رسول ہیں۔

نتائج البحث درج ذیل دو نکات پر مشتمل ہیں:

1. ہر زمانہ میں اجتہاد ضروری ہے۔ چونکہ اسلام آخری دین ہے اور قیامت تک کے انسانوں کی ہدایت کے لیے اور کسی نبی یا رسول نے نہیں آنا، اس لیے اسلام نے اصول وکلیات دیے ہیں تاکہ حوادثِ زمانہ کے مطابق ان کا حل قرآن وسنت کی روشنی میں نکالا جائے۔
2. انفرادی اجتہاد سے اجتماعی اجتہاد بہتر ہے۔ سنتِ رسول ﷺ سے یہی رہنمائی ملتی ہے کہ آپ ﷺ صحابہ کرام کی مجلس بلا کر ان سے مشورہ فرمایا کرتے تھے۔ یہی طرزِ عمل سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کا تھا۔ قرآن مجید میں بھی ایک سورۃ "الشوریٰ" کے نام سے موسوم ہے جو اسی طرف رہنمائی کرتی ہے۔

مصادر ومراجع:

ڈاکٹر نادیہ نے اپنی اس تصنیف میں زیادہ تر تفسیر وحدیث اور فقہ اور اصول فقہ کے قدیم مصادر پر اعتماد کیا ہے کیونکہ یہی کتابیں متاخرین کی تمام بحوث کی بنیاد ہیں۔ مثلاً:

تفسیر طبری از ابن جریر طبری (المتوفیٰ:310ھ)

تفسیر رازی از فخر الدین رازی (المتوفیٰ:606ھ)

صحیح بخاری از امام بخاری (المتوفیٰ:256ھ)

صحیح مسلم از امام مسلم (المتوفیٰ:261ھ)

کتاب الرسالہ از امام شافعی (المتوفیٰ:204ھ)

الإحکام فی اصول الأحکام از امام ابن حزم (المتوفیٰ:456ھ)

المستصفیٰ من علم الاصول از امام ابو حامد الغزالی (المتوفیٰ:505ھ)

روضة الناظر وجنة المناظر في أصول الفقه على مذهب الإمام أحمد بن حنبل از امام ابن قدامہ مقدسی (المتوفیٰ:620ھ)

الإحکام فی اصول الأحکام از ابو الحسن الآمدی (المتوفیٰ:631ھ)

الموافقات فی اصول الشریعة از امام ابو اسحاق الشاطبی (المتوفیٰ:790ھ)

علاوہ ازیں مؤلفہ نے متاخرین اور معاصرین کی کتب سے بھی استفادہ کیا ہے، لیکن اپنے استدلالات کی بنیاد متقدمین کی کتب کو ہی بنایا ہے۔ متاخرین کی کتب کو صرف استیناس کے لیے استعمال کیا ہے۔

خصوصیاتِ کتاب:

کتاب کی ایک بڑی خوبی یہ ہے کہ اس میں جتنے بھی علماء وفقہاء اور اصولیین کے نام آئے ہیں، حاشیہ میں ان کا مختصر اًتعارف کروایا گیا ہے جس میں ان کا سن ولادت ووفات اور اہم علمی خدمات کا تذکرہ شامل ہے۔(3)

ہر بات کو تفصیل سے ذکر کیا ہے اور موافقین و مخالفین کے دلائل کرنے کے بعد ان کا مناقشہ کیا ہے اور جواب الجواب کے ذریعہ استدلالات میں کمزوری کو واضح کیا ہے۔ یہ اسلوب مؤلفہ کی وسعتِ علمی اور اصولِ فقہ میں مہارت کی دلیل ہے۔

ڈاکٹر صاحبہ نے یہ کتاب 210 مصادر و مراجع سے استفادہ کے بعد ترتیب دی ہے۔ جس سے کتاب کے علمی اور تحقیقی معیار کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔

فہرست مصادر و مراجع کو حروف تہجی کی ترتیب سے مرتب کیا گیا ہے جس سے مؤلفہ کے تحقیقی ذوق کا پتہ چلتا ہے۔

ہر قاعدہ اور اصول کی مثال دی ہے۔

خفیف نکات:

حوالہ جات کی پیشکش میں عدم یکسانیت کا مظاہر کیا گیا ہے۔ کہیں مصنف اور کتاب دونوں کا نام ہے۔(4) جبکہ زیادہ تر صرف کتاب کا نام ہے۔(5)

فہرست مصادر و مراجع میں کتب اور مؤلفین کے نام تو دیے گئے ہیں، اور کہیں کہیں ناشر کا نام بھی دیا گیا ہے، لیکن کتاب کس سن میں منصۂ شہود پر آئی، اس پر روشنی نہیں ڈالی گئی جس سے قاری کو حوالہ جات کی مراجعت میں دشواری ہو سکتی ہے۔

خلاصۃ البحث:

اس آرٹیکل میں ڈاکٹر نادیہ شریف العمری کی کتاب "اجتهاد الرسول ﷺ" کا تحقیقی جائزہ پیش کیا گیا ہے۔ اس کتاب میں فاضلہ مؤلفہ نے سیرت کے ایک فقہی پہلو یعنی رسول اللہ ﷺ کے اجتہاد پر روشنی ڈالی ہے اور اس موقف کو ترجیح دی ہے کہ رسول اللہ ﷺ بھی اجتہاد کیا کرتے تھے کیونکہ آپ ﷺ مجتہدین کے لیے بھی اسوہ اور قُدوہ بن کر تشریف لائے تھے۔ کتاب کی خصوصیات یہ ہیں: کتاب میں وارد تمام اَعلام کا مختصر تعارف، تمام موافق و مخالف مواقف کا اندراج اور راجح موقف کی تعیین، وسیع مصادر و مراجع سے استفادہ، فہرست مصادر و مراجع کی تحقیقی اسلوب کے مطابق ترتیب اور ہر بات کی مثالوں کے ذریعہ وضاحت جبکہ خفیف نکات میں حوالہ جات کی عدم یکسانیت اور بسا اوقات نامکمل حوالہ جات شامل ہیں۔

نتائج تحقیق و سفارشات:

1. نادیہ شریف العمری کا انداز تحقیقی و تجزیاتی ہے۔
2. فاضلہ مؤلفہ نے اصولی انداز میں اس کتاب کو تحریر کیا ہے جو اصول فقہ کے قارئین کو اپنے سحر میں جکڑ لیتا ہے۔
3. نادیہ العمری نے اجتہاد کی تعریف، اقسام اور نتائج سے بحث کی ہے اور رسول اللہ ﷺ کے لیے اجتہاد کے جائز ہونے کا قول اختیار کیا ہے۔
4. موضوع کو آگے بڑھاتے ہوئے رسول اللہ ﷺ کے اجتہاد کے مآخذ پر بھی بحث ہونی چاہیے۔
5. یہ کتاب اس قابل ہے کہ اردو دان طبقہ کے لیے اس کا اردو میں ترجمہ کیا جائے۔

حوالہ جات و حواشی:

(1) القرآن، 68:8

Al-Qur'ān, 8: 68.

(2) القرآن، 43:9

Al-Qur'ān, 9: 43.

(3) نادية العمري، الدكتورة، اجتهاد الرسول ﷺ، (بيروت: مؤسسة الرسالة، الطبعة الثانية: 1422ھ)، ص: 22، 23 وغیرہ

Nādīa Al-Omrī, , Ijtihād Al-Rasool, (Beirūt: Mu'assasat Al Risālah, 2nd Edition, 1422 H), p. 22, 23.

(4) نادية العمري، اجتهاد الرسول ﷺ، ص: 26

Nādīa Al-Omrī, , Ijtihād Al-Rasool, p. 26.

(5) نادية العمري، اجتهاد الرسول ﷺ، ص: 23

Nādīa Al-Omrī, , Ijtihād Al-Rasool, p. 23.